ممنوع ہے نرمی اور شفقت سے جواب دینا چاہئے بجز اسکے کہ سائل کسی طرح مانے ہی نہیں تو بضرورت زجر بھی جائز ہے ۔

تیسرا حکم وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ، حدّث ، تحدیث سے مشتق ہے جس کے معنے بات کرنے کے ہیں، مراد یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا لوگوں کے سامنے ذکر کیا کریں کہ یہ بھی ایک طریقہ شکر گزاری کا ہے یہاں تک آدمی جو کسی آدمی پر احسان کرے اسکا بھی شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ حدیث میں ہے جو شخص لوگوں کے احسان پر اُنکا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کریگا (رواہ احمد ورواتہ ثقات، مظہری)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص تم پر کوئی احسان کرے تو چاہیئے کہ آپ بھی اسکے احسان کا بدلہ دو، اور اگر مالی بدلہ دینے کی استطاعت نہیں تو یہی کرو کہ لوگوں کے سامنے اُس کی تعریف کرو کیونکہ جس نے لوگوں کے مجمع میں اس کی ثناء و تعریف کی تو اُسنے شکر گزاری کا حق ادا کردیا (رواہ البغوی عن جابر بن عبداللہ رضؓ، مظہری)

مسئلہ ۔ ہر نعمت کا شکر ادا کرنا واجب ہے مالی نعمت کا شکر یہ ہے کہ اس مال میں سے کچھ اللہ کے لئے اخلاص نیت کے ساتھ خرچ کرے اور نعمت بدن کا شکر یہ ہے کہ جسمانی طاقت کو اللہ تعالیٰ کے واجبات ادا کرنے میں صرف کرے اور علم و معرفت کی نعمت کا شکر یہ ہے کہ دوسروں کو اُس کی تعلیم دے (مظہری)

مسئلہ ۔ سورۂ والضحیٰ سے آخر قرآن تک ہر سورت کیساتھ تکبیر کہنا سنت ہے اور اس تکبیر کے الفاظ شیخ صالح مصری نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ بتلائے ہیں (مظہری)

ابن کثیر نے ہر سورت کے ختم پر اور بغوی نے ہر سورت کے شروع میں ایک مرتبہ تکبیر کہنے کو سنت کہا ہے (مظہری) دونوں میں سے جو صورت بھی اختیار کرے سنت ادا ہوجائے گی ۔ واللہ اعلم

فائدہ سورۂ ضحیٰ سے آخر قرآن کریم تک بیشتر سورتوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر حق تعالیٰ کے خاص انعامات اور آپ کے مخصوص فضائل کا ذکر ہے اور چند سورتوں میں قیامت اور اسکے احوال کا ۔ قرآن حکیم کا شروع خود قرآن کی عظمت اور ناقابل شک وشبہ ہونے سے کیا گیا اور ختم قرآن اُس ذات کی عظمت وشان پر کیا گیا جس پر قرآن نازل ہوا ۔

تمت سورۃ الضحیٰ ۲۸ شعبان ۱۳۹۱ھ

سورۃ الانشراح

سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاحِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

سورۂ انشراح مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی آٹھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝١ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝٢ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝٣

کیا ہم نے نہیں کھولدیا تیرا سینہ اور اُتار رکھا ہم نے تجھ پر سے بوجھ تیرا جس نے جھکادی تھی پیٹھ تیری

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝٤ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦ فَاِذَا

اور بلند کیا ہم نے مذکور تیرا سو البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے پھر جب

فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝٧ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝٨

تو فارغ ہو تو محنت کر اور اپنے رب کی طرف دل لگا

ع ۱ ۱۹

خلاصۂ تفسیر

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ (علم وحلم سے) کشادہ نہیں کردیا (یعنی علم بھی وسیع عطا فرمایا اور تبلیغ میں جو مخالفین کی مزاحمت سے ایذاء پیش آتی ہے اس میں تحمل اور حلم بھی دیا، کذا قال الحسن کما فی الدر المنثور) اور ہم نے آپ پر سے آپ کا وہ بوجھ اُتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی (وِزر سے مراد وہ مباح اور جائز اُمور ہیں جو کبھی کبھی کسی حکمت ومصلحت کے پیش نظر آپ سے صادر ہوجاتے تھے اور بعد میں ان کا خلاف حکمت وخلاف اَولیٰ ہونا ثابت ہوتا تھا اور آپ بوجہ علو شان وغایت قرب کے اس سے ایسے مغموم ہوتے تھے جس طرح گناہ سے کوئی مغموم ہوتا ہے، اسمیں بشارت ہے ایسے اُمور پر مواخذہ نہ ہونے کی کذا فی الدر المنثور عن مجاہد وشریح بن عبید الحضرمی پس اس بنا پر یہ بشارت آپ کو دوبار ہوئی، اوّل مکہ میں اس سورت کے ذریعہ، دوسری مدینہ میں سورۂ فتح میں اسکی تاکید وتکمیل اور تجدید وتفصیل کے لئے) اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا (یعنی اکثر جگہ شریعت میں

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام مبارک مقرون کیا گیا، کذا فی الدر المنثور مرفوعاً قال اللہ تعالیٰ اذا ذکرت ذکرت معی، یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہوگا آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ ہوگا (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم) جیسے خطبہ میں تشہد میں نماز میں اذان میں اقامت میں اور اللہ کے نام کی رفعت اور شہرت ظاہر ہے پس جو اس کے قرین ہوگا رفعت و شہرت میں وہ بھی تابع رہے گا اور چونکہ مکہ میں آپ اور مومنین طرح طرح کی تکالیف و شدائد میں گرفتار تھے اسلئے آگے انکے ازالہ کا بطریق تفریع علی السابق کے وعدہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے آپ کو روحانی راحت دی اور روحانی کلفت رفع کردی جیسا الم نشرح الخ سے معلوم ہوا) سو (اس سے دُنیوی راحت و محنت میں بھی ہمارے فضل و کرم کا اُمّید وار رہنا چاہیئے چنانچہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ) بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ (یعنی عنقریب ہی جو حکماً ساتھ ہونے کے معنے میں ہے) آسانی (ہونے والی) ہے (اور چونکہ ان مشکلات کے انواع و اعداد کثیر تھے اس لئے اس وعدہ کو مکرر تاکید کے لئے فرماتے ہیں کہ) بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی (ہونیوالی) ہے (چنانچہ وہ مشکلات ایک ایک کرکے سب رفع ہوگئیں جیسا روایات احادیث و سیر و تواریخ اس پر متفق ہیں، آگے ان نعمتوں پر شکر کا حکم ہے کہ جب ہم نے آپ کو ایسی ایسی نعمتیں دی ہیں) تو آپ جب (تبلیغ احکام سے جو دوسروں کی نفع رسانی کی وجہ سے عبادت ہے) فارغ ہو جایا کریں تو (دوسری عبادات متعلقہ بذات خاص میں) محنت کیا کیجئے (مراد کثرت عبادت و ریاضت ہے کہ آپ کی شان کے یہی مناسب ہے) اور (جو کچھ مانگنا ہو اس میں) اپنے رب ہی کی طرف توجہ رکھئے (یعنی اُسی سے مانگئے اور اسمیں بھی ایک حیثیت سے بشارت ہے زوالِ عُسر کی کہ خود درخواست کرنے کا حکم گویا درخواست پورا کرنے کا وعدہ ہے)

معارف و مسائل

جیسا کہ سُورۃ ضحیٰ کے آخر میں بیان ہو چکا ہے کہ سورۃ ضحیٰ سے آخر قرآن تک بائیس سورتوں میں بیشتر ذکر رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر انعاماتِ الٰہیہ اور آپ کی عظمتِ شان سے متعلق مضامین ہیں، صرف چند سورتیں احوالِ قیامت یا بعض دوسرے مضامین سے متعلق آئی ہیں۔ سورۃ انشراح میں بھی اُن خاص خاص نعمتوں کا ذکر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حق تعالیٰ نے مبذول فرمائیں اور انکے بیان میں اسی عنوان استفہام کو اختیار فرمایا ہے جو سورۃ ضحیٰ میں اَلَمْ یَجِدْكَ الخ میں تھا فرمایا،

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ، شرح کے لفظی معنے کھولنے کے ہیں اور سینہ کو کھول دینا اسکو علوم و معارف اور اخلاقِ حسنہ کے لئے وسیع کر دینے کے معنے میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ہے فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کو حق تعالیٰ نے علوم و معارف اور اخلاقِ کریمہ کے لئے ایسا وسیع بنا دیا تھا کہ آپ کے علم و حکمت کو بڑے بڑے عقلاء بھی نہ پا سکے اور اسی شرح صدر کا نتیجہ تھا کہ آپ کو مخلوق کیطرف توجہ کرنا حق تعالیٰ کی طرف توجہ میں مخل نہ ہوتا تھا اور بعض احادیث صحیحہ

میں یہ آیا ہے کہ فرشتوں نے بحکم الٰہی آپ کا سینہ مبارک ظاہری طور پر بھی چاک کرکے صاف کیا، بعض حضرات مفسرین نے شرح صدر سے اس جگہ وہی شق صدر کا معجزہ مراد لیا ہے، کما فی ابن کثیر وغیرہ، واللہ اعلم

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ، وِزر کے لفظی معنے بوجھ کے ہیں اور نقض ظہر کے لفظی معنے کمر توڑ دینے یعنی کمر کو جھکا دینے کے ہیں جیسا کوئی بڑا بوجھ انسان پر لاد دیا جائے تو اُس کی کمر جھک جاتی ہے، اس آیت میں ارشاد یہ ہے کہ وہ بوجھ جس نے آپ کی کمر جھکا دی تھی ہم نے اس کو آپ سے ہٹا دیا۔ وہ بوجھ کیا تھا اس کی ایک تفسیر تو وہ ہے جو اوپر خلاصۂ تفسیر میں آ چکی ہے کہ اس سے وہ جائز اور مباح کام ہیں جن کو بعض اوقات رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرینِ حکمت و مصلحت سمجھ کر اختیار کر لیا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مصلحت کیخلاف یا خلافِ اولیٰ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی علو شان اور تقرب الٰہی میں خاص مقام حاصل ہونے کی بنا پر ایسی چیزوں پر بھی سخت رنج و ملال اور صدمہ ہوتا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس آیت میں بشارت سُنا کر وہ بوجھ آپ سے ہٹا دیا کہ ایسی چیزوں پر آپ سے مواخذہ نہ ہوگا۔

اور بعض حضرات مفسرین نے وِزر (یعنی بوجھ) کی مراد اس جگہ یہ لکھی ہے کہ ابتداء نبوت میں وحی کا اثر بھی آپ پر شدید ہوتا تھا اور اُس میں آپ پر جو ذمہ داری ساری دُنیا میں کلمۂ حق پھیلانے اور کفر و شرک کو مٹا کر خلقِ خدا کو توحید پر جمع کرنے کی ڈالی گئی تھی اور اس سب کام میں حکم یہ تھا کہ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ یعنی آپ امر الٰہی کے مطابق استقامت پر رہیں جس میں کسی طرف جھکاؤ نہ ہو، اس کا بارِ عظیم رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم محسوس فرماتے تھے اور بعض روایاتِ حدیث میں آیا ہے کہ آپ کی لحیہ مبارک میں کچھ سفید بال آگئے تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ نے بوڑھا کر دیا۔

یہ وہ بوجھ تھا جس کو آپ کے قلب سے ہٹا دینے کی بشارت اس آیت میں دی گئی ہے اور اُس کے ہٹا دینے کی صورت اگلی آیات میں یہ آئی ہے کہ آپ کی ہر مشکل کے بعد آسانی ہونیوالی ہے حق تعالیٰ نے شرح صدر کے ذریعہ آپکا حوصلہ اتنا بلند فرما دیا کہ یہ سب مشکلات آسان نظر آنے لگیں اور وہ بوجھ بوجھ نہ رہا، واللہ اعلم

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ، رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا رفع ذکر یہ ہے کہ تمام اسلامی شعائر میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام مبارک لیا جاتا ہے جو ساری دُنیا میں مناروں اور منبروں پر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پکارا جاتا ہے اور دُنیا میں کوئی سمجھدار انسان آپ کا نام بغیر تعظیم کے نہیں لیتا اگرچہ وہ مسلمان بھی نہ ہو۔

فائدہ: یہاں تین نعمتوں کا ذکر ہے شرح صدر، وضع وزر، رفع ذکر، ان تینوں کو تین جملوں میں ذکر فرمایا ہے اور سب میں فعل اور مفعول کے درمیان ایک حرف لك یا عنك لایا گیا ہے اسمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور خاص عظمت کیطرف اشارہ ہے کہ یہ سب کام آپ کی خاطر کئے گئے ہیں۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا، اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ، عربی زبان کا قاعدہ یہ ہے کہ جس کلمہ کے شروع میں الف لام ہوتا ہے جس کو اصطلاح میں لام تعریف کہتے ہیں۔ اگر اسی کلمہ کو الف لام ہی کیساتھ مکرر لایا جائے تو اس کا مصداق

وہ ہی ہوتا ہے جو پہلے کلمہ کا تھا اور اگر بغیر الف لام تعریف کے مکرر لایا جائے تو دونوں کے مصداق الگ الگ ہوتے ہیں، اس آیت میں العسر جب مکرر آیا تو معلوم ہوا کہ اس سے وہ پہلا ہی عُسر مراد ہے کوئی نیا نہیں۔ اور لفظ یُسْرًا دونوں جگہ بغیر الف لام کے لایا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ دوسرا یُسر پہلے یُسر کے علاوہ ہے تو اس آیت میں اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا کے تکرار سے یہ نتیجہ نکلا کہ ایک ہی عُسر و مشکل کے لئے دو آسانیوں کا وعدہ ہے اور دو سے مراد بھی خاص دو کا عدد نہیں بلکہ متعدد ہونا مراد ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ایک عُسر یعنی تنگی اور مشکل جو آپ کو پیش آئی یا آئے گی اس کیساتھ بہت سی آسانیاں آپ کو دی جائیں گی۔

حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو اس آیت سے بشارت سُنائی اور فرمایا لن یغلب عُسْرٌ یُسْرَیْنِ یعنی ایک عُسر دو یُسروں پر (ایک مشکل دو آسانیوں پر) غالب نہیں آسکتی۔ چنانچہ تاریخ و سیرت کی سب کتابیں جو اپنوں اور غیروں، مسلم وغیر مسلم نے لکھی ہیں وہ اس پر شاہد ہیں کہ جو کام مشکل سے مشکل بلکہ لوگوں کی نظر میں ناممکن نظر آتے تھے آپ کے لئے وہ سب آسان ہوتے چلے گئے۔ روایتِ مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس آیت میں العُسر کا الف لام عہد کے لئے ہے اور مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا عُسر ہے، یعنی یہ وعدہ کہ ہر مشکل کے ساتھ بہت سی آسانیاں دی جائیں گی، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے لئے ہے جس کو حق تعالیٰ نے ایسا پورا فرمایا کہ دُنیا نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب اگر دُنیا میں کسی شخص کو عُسر کے بعد یُسر نصیب نہ ہو تو وہ اس آیت کے منافی نہیں، البتہ عادۃ اللہ اب بھی یہی ہے کہ جو شخص سختی پر صبر کرے اور سچے دل سے اللہ پر اعتماد رکھے اور ہر طرف سے ٹوٹ کر اُسی سے لو لگائے اور اُسی کے فضل کا اُمیدوار رہے اور کامیابی میں دیر ہونے سے آس نہ توڑ بیٹھے تو ضرور اللہ تعالےٰ اُس کے حق میں آسانی کر دیگا (فوائدِ عثمانیہ) بعض روایاتِ حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

تعلیم و تبلیغ کرنے والوں کو خلوت میں ذکر اللہ اور توجہ الی اللہ بھی ضروری ہے

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ، یعنی جب آپ ایک محنت یعنی دعوت حق اور تبلیغ احکام سے فارغ ہوں تو (دوسری) محنت کے لئے تیار ہو جائیے وہ یہ کہ نماز اور ذکر اللہ اور دُعا و استغفار میں لگ جائیں۔ اکثر حضرات مفسرین نے اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔ بعض حضرات نے دوسری تفسیریں بھی لکھی ہیں مگر اقرب وہی ہے جو اوپر لکھی گئی، اسکا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ اور خلقِ خدا کو راستہ دکھانا اُن کی اصلاح کی فکر یہ آپ کی سب سے بڑی عبادت تھی مگر یہ عبادت بواسطہ مخلوق ہے کہ ان کی اصلاح پر توجہ دیں اور اسکی تدبیر کریں، آیت کا مقصود یہ ہے کہ صرف اس عبادت بالواسطہ پر آپ قناعت نہ کریں بلکہ جب اس سے فرصت ملے تو بلا واسطہ خلوت میں حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوں اُسی سے ہر کام میں کامیابی کی دُعا کریں کہ اصل مقصود جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ ذکر اللہ اور عبادت بلا واسطہ ہی ہے اور شاید اسی لئے پہلی قسم یعنی عبادت بالواسطہ سے فراغت کا ذکر فرمایا کہ وہ کام ایک ضرورت کے لئے ہے اُس سے فراغت ہوسکتی ہے اور دوسرا کام

یعنی توجہ الی اللہ ایسی چیز ہے کہ اس سے فراغت مؤمن کو کبھی نہیں ہوسکتی بلکہ اپنی ساری عمر اور توانائی کو اسمیں صرف کرنا ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ علماء جو تعلیم و تبلیغ اور اصلاحِ خلق کا کام کرنے والے ہیں اُن کو اس سے غفلت نہ ہونا چاہیئے کہ اُن کا کچھ وقت خلوت میں توجہ الی اللہ اور ذکر اللہ کے لئے بھی مخصوص ہونا چاہیئے جیسا کہ علماء سلف کی سیرتیں اس پر شاہد ہیں اسکے بغیر تعلیم و تبلیغ بھی موثر نہیں ہوتی اُن میں نور و برکت نہیں ہوتی۔

فائدہ: لفظ فَانْصَبْ، نصب سے مشتق ہے جس کے اصلی معنے تعب اور تکان کے ہیں اسمیں اشارہ پایا جاتا ہے کہ عبادت اور ذکر اللہ اس حد تک جاری رکھا جائے کہ کچھ مشقت اور تکان محسوس ہونے لگے، صرف نفس کی راحت و خوشی ہی پر اسکا مدار نہ رہے اور کسی وظیفہ اور معمول کی پابندی خود ایک مشقت اور تعب ہے خواہ کام مختصر ہی ہو۔

تمت سورۃ الانشراح والحمد للہ

سُوْرَةُ التِّيْنِ

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيٰتٍ

سورۂ تین مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی آٹھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ① وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ② وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ③ لَقَدْ
قسم انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس شہر امن والے کی ہم نے
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ④ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ⑤
بنایا آدمی خوب سے اندازے پر پھر پھینک دیا اس کو نیچوں سے نیچے
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ⑥ فَمَا
مگر جو یقین لائے اور عمل کئے اچھے سو ان کے لئے ثواب ہے بے انتہا پھر تو
يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ⑦ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ⑧ ع ۱
اسکے پیچھے کیوں جھٹلائے بدلہ ملنے کو کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم